۴

چُغل خور

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

سننا
- مختلف سمعی ذرائع سے کہانی، نظم، واقعہ، تقریر، اعلان، خطبہ، گفت گو، خبر، ڈراما، ہدایت اور فیچر وغیرہ سن کر عمدہ سامع کے طور پر مدلل رائے دے سکیں۔

بولنا
- اپنی گفت گو میں جذبے اور تاثر کے حوالے سے شدت اور لہجے کے زیر و بم کا لحاظ رکھ کر ڈرامائی کیفیات پیدا کر سکیں۔

پڑھنا
- مختلف نثری اصناف ادب (کہانی، داستان، افسانہ، ڈراما اور ناول) پڑھ کر ان کے طرزِ تحریر سے آگاہ ہو سکیں۔
- تراجم کی صورت میں علاقائی ادب سے واقفیت حاصل کرتے ہوئے مختلف ثقافتوں کا اپنی ثقافت سے موازنہ کر سکیں۔
- کہانی/مضمون/افسانے/ڈرامے کو پڑھ کر اس کے اجزا (پیرا گراف، کرداروں کا تعارف، ابتدا، مناظر کا بیان، اختتام) کی شناخت کر سکیں۔

لکھنا
- کسی بھی نظم/نثر کو پڑھ کر مصنف/شاعر اور قاری کے نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے مرکزی خیال تحریر کر سکیں۔

قواعد/زبان شناسی
- حروف (اضافت، استفہام، بیان، جار، شرط، ندا، تاسف) کو تحریر و تقریر میں استعمال کر سکیں۔

خاص	اُدھ مُوا	بُھتیری	تعجُّب	چھاچھ	حسبِ معمول
الفاظ	رُوہانسا	سُر تُوڑ	شش و پنج	کوڑھی	ہلکان

ہدایات برائے اساتذہ کرام

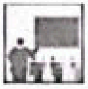

- طلبہ کو مختلف سمعی ذرائع سے کہانی، واقعہ، تقریر، اعلان، خطبہ، خبر، ڈراما، ہدایت یا فیچر سنائیں تاکہ عمدہ سامع کے طور پر طلبہ تیز رفتار سماعت کر سکیں۔ طلبہ کی تیز رفتار سماعت کی جانچ کے لیے سنائے گئے واقعے، کہانی، خطبے، خبر، ڈرامے، ہدایت یا فیچر میں بیان کی گئی چیدہ چیدہ معلومات کے متعلق مختصر سوالات بھی کریں۔ جو طلبہ سوالات کا زیادہ موزوں جواب دیں، شاباش دے کر ان کی حوصلہ افزائی بھی کریں۔
- طلبہ کو لوک کہانی کی روایت سے آگاہ کریں۔ پاکستان کے مختلف علاقوں پنجاب، سندھ، بلوچستان، خیبر پختون خوا، کشمیر اور گلگت بلتستان کی تہذیب و ثقافت، رسم و رواج، روایات و اقدار، لباس، رہن سہن کے حوالے سے معلومات دیں تاکہ طلبہ لوک کہانی پڑھ کر کسی علاقے کے سماجی، سیاسی، معاشرتی، اخلاقی عوامل کو بھی سمجھ سکیں۔

شفیع عقیل (۱۹۳۰ء-۲۰۱۳ء)

شفیع عقیل لاہور کے نزدیک مشرقی پنجاب کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے پنجابی زبان میں بھی شاعری کی۔ بہ طور صحافی انھوں نے ہفت روزہ ماحول"، پندرہ روزہ نمک دان"، روز نامہ جنگ" اور ہفت روزہ اخبار جہاں" میں طویل عرصے تک صحافیانہ خدمات سرانجام دیں۔ روز نامہ جنگ" کے ہفت روزہ میگزین میں کتب پر تبصرہ نگاری بھی کرتے رہے۔ شفیع عقیل کی کتاب چناب رنگ" ۱۹۶۹ء میں پاکستان رائٹرز گلڈ کے داؤد ادبی انعام کی مستحق قرار پائی۔ نیشنل بک کونسل آف پاکستان اور حکومتِ پنجاب کے شعبۂ ثقافت اطلاعات سے بھی وہ اپنی کتابوں پر

انعامات حاصل کر چکے ہیں ۔۲۰۰۶ء میں انھیں تمغائے امتیاز“ سے نوازا گیا۔
شفیع عقیل کی ادبی سرگرمیاں اور دل چسپیاں متنوع ہیں، لیکن لوک ادب پر ان کی توجہ زیادہ رہی۔ اس میدان میں انھوں نے جاپانی لوک کہانیاں جرمن لوک کہانیاں ایرانی لوک کہانیاں، پنجابی لوک کہانیاں اور پنجابی لوک داستانیں جیسی یادگار کتابیں اردو میں لکھیں ۔انھوں نے سیف الملوک کی تلخیص اور ترجمہ بھی کیا۔ لوک کہانیاں ایک جیسی ہوتی ہیں، لیکن لوک کہانی لکھنے کے لیے شفیع عقیل کا انداز جداگانہ ہے۔

پڑھیں

پڑھنے سے پہلے پوچھیں

- لوک کہانی کس قسم کی کہانی کو کہتے ہیں؟
- اپنے اپنے علاقوں کی کہانیوں سے کون کون واقف ہے؟

(یہ ایک لوک کہانی ہے۔ لوک کہانیاں یا لوک داستانیں کسی معاشرے، تہذیب اور زبان کا قیمتی سرمایہ ہوتی ہیں۔ ان کہانیوں کے مصنف کا کسی کو اتا پتا نہیں ہوتا۔ یہ کہانیاں سینہ بہ سینہ ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ ان کے ذریعے سے محبت، ایثار، خلوص، مروت، اتحاد، دوستی اور بہادری جیسی صفات معاشرے میں پروان چڑھتی ہیں ۔لوک کہانیاں نسلوں کی کردار سازی کے حوالے سے خاصی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ لوک کہانی کسی علاقے کے معاشرتی، سیاسی، سماجی اور اخلاقی عوامل کی نمائندہ ہوتی ہے۔)

اگلے وقتوں کی بات ہے کسی گاؤں میں ایک چغل خور رہتا تھا۔ دوسروں کی چغلی کھانا اور ایک کی بات دوسرے سے کرنا اس کی عادت تھی اور لاکھ کوشش کے باوجود، وہ اپنی عادت کو نہ چھوڑ سکا تھا۔ اس نے بارہا اس بات کا ارادہ کیا کہ اب کسی سے کسی کی چغلی نہیں کھائے گا، ایک کی بات دوسرے سے نہیں کہے گا لیکن ہر بار وہ اپنے اس ارادے میں ناکام ہو جاتا۔ دراصل وہ اپنی عادت سے مجبور تھا اور اسی عادت کی وجہ سے اسے اپنی ملازمت سے بھی ہاتھ دھونا پڑے تھے، چناں چہ وہ بے کار تھا۔ اس نے دوسری ملازمت کی بہتیری کوشش کی مگر وہ اس میں کام یاب نہ ہو سکا۔ کچھ دن تک تو وہ اپنی جمع پونجی پر گزر بسر کرتا رہا لیکن جب تھوڑا تھوڑا کر کے اس کا سارا سرمایہ ختم ہو گیا تو بہت پریشان ہوا۔ اس نے نوکری اور مزدوری کے لیے سرتوڑ کوشش شروع کر دی کہ کہیں فاقوں کی نوبت نہ آ جائے۔ مختلف لوگوں سے کہا، دردر کی خاک چھانی، ایک ایک کے پاس گیا مگر مصیبت یہ تھی کہ چغل خور ہونے کی وجہ سے اسے کوئی بھی اپنے پاس ملازم رکھنے پر تیار نہ ہوتا تھا۔ گاؤں کے تمام لوگ اس سے اچھی طرح واقف تھے اور اس کی چغلی کھانے کی عادت کے بارے میں جانتے تھے، اس لیے اسے کوئی بھی منھ نہ لگاتا تھا۔ آخر وہ مسلسل ناکامیوں سے تنگ آ گیا اور نوبت واقعی فاقوں تک آ پہنچی تو اس نے دل میں سوچا: ”اس گاؤں کو چھوڑ دینا چاہیے اور کہیں اور چل کر قسمت آزمائی کرنی چاہیے۔“

چناں چہ اس نے تھوڑا بہت ضروری سامان لیا اور گاؤں چھوڑ کر سفر پر روانہ ہو گیا تاکہ کسی دوسرے گاؤں یا شہر میں جا کر محنت مزدوری کرے۔ چلتے چلاتے وہ ایک اور گاؤں میں جا پہنچا۔ یہ گاؤں اس کے لیے نیا تھا اور اسے وہاں کوئی نہیں جانتا تھا، اس لیے اسے امید تھی کہ یہاں نوکری مل جائے گی، لہٰذا وہ ایک کسان کے پاس گیا اور اس سے کہا: ”مجھے آپ اپنی ملازمت میں رکھ لیں۔“

کسان نے اس سے دریافت کیا: ”تم کیا کام کر سکتے ہو؟“

چغل خور نے جواب دیا: ”مجھے کھیتی باڑی کا سارا کام آتا ہے۔ یہ کام میں اچھی طرح کر سکتا ہوں۔“

اتفاق کی بات یہ کہ وہ کسان اکیلا تھا اور کھیتوں کے کام کاج میں اس کا ہاتھ بٹانے والا کوئی نہ تھا۔ اُسے ایک ملازم کی ضرورت بھی تھی، اس لیے اس نے سوچا، چلو اِسے ہی ملازم رکھ لیتا ہوں۔ یہ بھی ضرورت مند ہے اور میرا بھی کام ہلکا ہو جائے گا۔ یہی سوچ کر اس نے چغل خور سے پوچھا: "اگر میں تمھیں اپنے پاس ملازم رکھ لوں تو تم کیا تنخواہ لو گے؟"

اس پر چغل خور نے بڑے اطمینان سے جواب دیا: "کچھ نہیں! میری کوئی تنخواہ نہیں ہے۔"

کسان کو اس کی بات سن کر بڑا تعجب ہوا کہ کام کرے گا اور تنخواہ نہیں لے گا۔ بھلا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟ اس نے حیرانی سے کہا: "یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

جواب میں چغل خور کہنے لگا: "آپ مجھے صرف روٹی کپڑا دے دیں اور اس کے ساتھ ایک بات کی اجازت! بس یہی میری تنخواہ ہے۔"

کسان پوچھنے لگا: "کس بات کی اجازت؟"

چغل خور بولا: "آپ مجھے صرف اتنی اجازت دے دیں کہ میں چھے ماہ کے بعد آپ کی صرف ایک چغلی کھا لیا کروں۔"

چغل خور کی یہ بات تو اپنی جگہ بڑی عجیب تھی لیکن کسان نے اپنے دل میں سوچا: "مفت کا نوکر مل رہا ہے، خالی روٹی کپڑے میں کیا بُرا ہے؟ پھر اُس نے اپنے آپ کو آمادہ کرنے کے لیے کہا: چھے ماہ بعد ایک چغلی کھاتا ہے تو کھالے، میرا کیا جاتا ہے؟ یہ کسی سے میری چغلی کھا کر میرا کیا بگاڑ لے گا؟ میرے پاس کون سے راز ہیں جو ظاہر ہو جائیں گے؟"

"مجھے تمھاری یہ شرط منظور ہے۔"

چناں چہ چغل خور کسان کے پاس ملازم ہو گیا۔ وہ کام بھی اُسی کا کرتا تھا اور اُسی کے گھر میں رہتا بھی تھا۔ روزانہ صبح سویرے کسان کے ساتھ کھیتوں میں چلا جاتا، بیلوں کے لیے چارا کاٹتا، ہل چلاتا، گاہی بھی کرتا اور اس طرح کام میں کسان کا برابر کا ہاتھ بٹاتا تھا۔

دن گزرتے گئے اور کسان کو یہ بات بھی بھول گئی کہ چھے ماہ بعد چغل خور نے ایک چغلی کھانے کی اجازت مانگی تھی اور اس نے چغلی کھانے کی اجازت دے دی تھی۔ کسان اس عرصے میں یہ تمام باتیں بھول چکا تھا۔

اِدھر چغل خور کو کسان کے ہاں ملازم ہوئے چھے ماہ بیت چکے تھے اور اب اُس کا دل چاہ رہا تھا کہ کسی سے کسان کی کوئی چغلی کھائے۔ وہ چھے ماہ سے اب تک اپنی اس عادت پر جبر کیے ہوئے تھا مگر اب معاہدے کی مدت ختم ہونے پر اپنے آپ پر قابو پانا اس کے بس میں نہ تھا، چناں چہ جب وہ اپنی عادت سے بالکل مجبور ہو گیا تو اس نے سوچا، اب چاہے کچھ ہو، میں کسان کی چغلی ضرور کھاؤں گا اور اب تو معاہدے کے مطابق میرا حق بھی ہے۔

ایک روز کسان حسبِ معمول اپنے کھیتوں میں گیا ہوا تھا اور گھر میں اس کی بیوی اکیلی تھی۔ یہ دیکھ کر چغل خور کسان کی بیوی کے پاس گیا اور بڑا ہم دردبنتے ہوئے کہنے لگا: "اگر تم بُرا نہ مانو تو میں تم سے ایک بات کہوں؟"

کسان کی بیوی بولی: "ضرور کہو! اس میں بُرا ماننے کی کیا بات ہے؟"

چغل خور اور بھی زیادہ ہم دردی جتاتے ہوئے بولا: "اس میں تمھارا ہی بھلا ہے۔"

یہ سن کر کسان کی بیوی کو کچھ شک سا ہو گیا۔ اُس نے دل میں سوچا، ہو نہ ہو کوئی خاص بات ضرور ہے۔ یہی خیال کر کے وہ کہنے لگی: "پھر تو ضرور کہو! وہ کیا بات ہے؟"

جواب میں چغل خور بڑے رازدارانہ انداز میں بولا: دراصل کسان کوڑھی ہو گیا ہے۔ اُس نے اپنی یہ بیماری اب تک تم سے چھپائے رکھی ہے۔"

کوڑھی ہو گیا ہے؟" کسان کی بیوی نے چونک کر پوچھا۔

اسے بڑا تعجب ہوا۔ یہ بات اُس کے لیے جس قدر نئی تھی، اس سے کہیں زیادہ حیران کن بھی تھی۔

چغل خور نے جب اپنا تیر نشانے پر بیٹھتے دیکھا تو بولا: "اگر تمھیں یقین نہ آئے تو آزما کے دیکھ لو۔"

اب تو کسان کی بیوی بھی سوچ میں پڑ گئی۔ اُس نے دل میں سوچا، ہو سکتا ہے ملازم ٹھیک ہی کہہ رہا ہو۔ بھلا اُس کو مجھ سے ایسا جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے؟ لہٰذا اس نے جلدی سے پوچھا: مگر میں کیسے آزماؤں؟"

چغل خور جھٹ سے کہنے لگا: "اس میں کیا مشکل ہے؟"

پھر اُس نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا: جو آدمی کوڑھی ہو جائے اس کا جسم نمکین ہو جاتا ہے اگر تم یہ جاننا چاہتی ہو کہ کسان کوڑھی ہو گیا ہے یا نہیں تو کسان کے جسم کو زبان سے چاٹ کر دیکھ سکتی ہو۔"

کسان کی بیوی کو چغل خور کی یہ تجویز پسند آئی۔ اس نے سوچا، اس سے نوکر کے جھوٹ کا پتا چل جائے گا۔ اُس نے کہا: اچھا! کل جب میں کسان کا کھانا لے کر کھیتوں میں جاؤں گی تو کسان کے جسم کو چاٹ کر ضرور دیکھوں گی۔"

چغل خور کسان کی بیوی سے یہ باتیں کر کے سیدھا کھیتوں کی طرف چل دیا۔ جہاں کسان پہلے ہی سے کھیتی باڑی کے کاموں میں لگا ہوا تھا۔ دراصل اُن دنوں فصل پک چکی تھی جس کی وجہ سے کسان دو روز سے اپنے گھر نہیں گیا تھا۔ اُسے رات کو بھی کھیتوں ہی میں رہنا پڑتا تھا۔ چغل خور کسان کے پاس پہنچا اور اس سے بڑی رازداری سے کہنے لگا: تم اِدھر کھیتوں میں کام کرتے پھر رہے ہو اور اُدھر تمھاری بیوی پاگل ہو گئی ہے۔"

کسان بڑا حیران ہوا۔ اُس نے تعجب سے پوچھا: یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

چغل خور نے اسے یقین دلاتے ہوئے کہا: سچ کہہ رہا ہوں، وہ تو پاگل پن میں آدمیوں کو کاٹنے کو دوڑتی ہے۔"

کسان سارا کام کاج چھوڑ کر سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے اپنے دل میں سوچا، نوکر ٹھیک ہی کہہ رہا ہو گا۔ بھلا اُسے کسی قسم کا جھوٹ بولنے کی کیا پڑی ہے؟ ہو سکتا ہے میری بیوی واقعی پاگل ہو گئی ہو۔ چغل خور نے جب کسان کو اس طرح شش و پنج میں مبتلا دیکھا تو بولا: اگر تمھیں میری بات پر یقین نہیں تو کل جب وہ کھانا لے کر آئے، اس وقت دیکھ لینا۔"

اِس پر کسان کہنے لگا: ہاں! یہ ٹھیک ہے۔ آج رات تو مجھے کھیتوں ہی میں رہنا ہے، کل جب وہ کھانا لے کر آئے گی تو دیکھ لوں گا۔"

چغل خور نے جب یہ جان لیا کہ کسان اس کی باتوں میں آ گیا ہے تو وہاں سے چلا آیا اور کسان کے سالوں کے پاس پہنچ گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے ان سے کہا: تم لوگ یہاں مزے کر رہے ہو اور تمھارا بہنوئی تمھاری بہن کو روز مار مار کر اَدھ موا کر دیتا ہے۔ وہ اُسے اس ظالمانہ طریقے سے مارتا ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔"

کسان کے سالوں نے چغل خور کی یہ بات سنی تو بہت پریشان ہوئے لیکن اُنھوں نے اس سے کہا: مگر ہماری بہن نے تو ہمیں یہ کبھی نہیں بتایا؟"

اس پر چغل خور بولا: وہ بے چاری شرم کے مارے تمھیں کچھ نہیں بتاتی، ورنہ اسے تو کسان اس بُری طرح مارتا پیٹتا ہے کہ وہ ہلکان ہو جاتی ہے۔ کھیتوں میں سب کے سامنے اس کی بے عزتی کرتا ہے۔"

لیکن ہم تمھاری بات پر کیسے یقین کر لیں؟''

اس پر چغل خور جھٹ سے بول پڑا: ''اگر تم لوگ یہ سمجھ رہے ہو کہ میں جھوٹ کہہ رہا ہوں تو کل دوپہر کو جب تمھاری بہن کھانا لے کر کھیتوں میں جائے گی، اس وقت تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھنا، کسان اسے کس طرح مارتا ہے۔''

کسان کے سالے یہ بات سن کر غصے میں تلملانے لگے۔ بھلا وہ اپنی بہن کی بے عزتی کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ انھوں نے چغل خور سے کہا: اچھا کل ہم کھیت میں چھپ کر یہ سب کچھ آنکھوں سے دیکھیں گے۔''

کسان وہاں سے رخصت ہو کر سیدھا کسان کے بھائیوں کے پاس گیا اور ان سے جا کر کہا: بڑے افسوس کی بات ہے تم لوگ سب ایک ماں کے بیٹے ہو پھر بھی اپنے بھائی کی مدد نہیں کر سکتے۔

کسان کے بھائیوں نے اس سے تعجب سے پوچھا: ''کیا ہوا؟ یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ ہم کس کی مدد نہیں کرتے؟'' اس پر چغل خور نے رُوہانسا سا منھ بنا کر جواب دیا: 'تمھارا بھائی سخت مصیبت میں گرفتار ہے، اس کے سالے ہر چوتھے روز آکر اسے زدوکوب کرتے ہیں اور ایک تم ہو کہ تمھیں اس کی خبر تک نہیں۔ کسان کے بھائی یہ سُن کر پریشان سے ہو گئے اور کہنے لگے: مگر ہمارے بھائی نے تو کچھ نہیں بتایا''

چغل خور بولا: وہ تم سے کیا کہے؟ بے چارہ اپنی شرافت کی وجہ سے کچھ نہیں کہتا اور خاموشی سے یہ بے عزتی برداشت کر لیتا ہے۔''

جواب میں بھائی کہنے لگے: ہمیں تو تمھاری بات پر یقین نہیں آرہا''

یہ سن کر چغل خور نے کہا: اگر تم لوگوں کو میری بات کا یقین نہیں تو کل دوپہر کو آکر اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ لینا کہ کس طرح کسان کے سالے اسے مارتے ہیں۔''

کسان کے بھائی غصے میں تلملانے لگے۔ اُنھوں نے کہا: اچھا! ہم کل دیکھ لیں گے، وہ ہمارے بھائی کو کس طرح ہاتھ لگاتے ہیں۔ ابھی ہم مرے نہیں۔''

اس طرح چغل خور سب لوگوں سے یہ باتیں کہہ کر واپس آگیا اور اپنے کام کاج میں وہ اس طرح آکر مصروف ہو گیا کہ کسی کو کانوں کان اس بات کی خبر نہ ہوئی کہ کہاں گیا تھا اور کہاں سے آیا ہے؟

دوسرے روز دوپہر کو جب کسان کی بیوی کھانا لے کر کھیتوں میں آئی تو کسان نے کنکھیوں سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ بڑی احتیاط سے اس کی ہر حرکت کا جائزہ لے رہا تھا کیوں کہ اس کے دل میں تھا کہ کہیں پاگل ہونے کی وجہ سے وہ اسے کاٹ نہ کھائے، اس لیے وہ اس کے قریب ہونے سے ڈرتا تھا۔ دوسری طرف کسان کی بیوی کی یہ کوشش تھی کہ کسان کسی طرح اُس کے قریب ہو اور وہ اُس کو کاٹ کر یا اُسے زبان لگا کر دیکھ سکے کہ نمکین ہے یا نہیں؟ جوں ہی وہ چھاچھ کا مٹکا اور روٹیوں کی چنگیری زمین پر رکھ کر بیٹھی، کسان جلدی سے پیچھے ہٹ گیا۔ یہ دیکھ کر اس کی بیوی بھی روٹیوں کی چنگیری آگے بڑھانے کے بہانے سے قدرے آگے سرک آئی اور پھر جوں ہی کسان نے روٹی پکڑنے کو ہاتھ آگے بڑھایا، اس نے جھپٹ کر اس کی کلائی پکڑی اور اسے چاٹنے کے لیے آگے بڑھی۔ کسان اچھل کر دور ہٹ گیا۔ اب تو اسے پکا یقین ہو گیا تھا کہ واقعی اس کی بیوی پاگل ہو گئی ہے اور کاٹ کھانے کو دوڑتی ہے۔

کسان کو نوکر کی کہی ہوئی بات سچ معلوم ہو رہی تھی۔ اُدھر اس کی بیوی نے جب یہ دیکھا کہ کسان اُسے جسم چاٹ کر دیکھنے نہیں دے رہا تو اُسے اس

بات کا یقین ہو گیا کہ کسان واقعی کوڑھی ہو گیا ہے اور نوکر ٹھیک کہ رہا تھا۔

اُس نے ایک بار پھر آگے بڑھ کر کسان کی کلائی پکڑنے کی کوشش کی۔ یہ دیکھ کر کسان نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ پاؤں سے جوتا اُتار کر وہیں بیوی کی ٹھکائی شروع کر دی۔ جوں ہی اس نے بیوی پر جوتے برسانے شروع کیے، قریب ہی کھیت میں چھپے ہوئے کسان کے سالے باہر نکل آئے۔

"واقعی نوکر ٹھیک کہ رہا تھا۔"

اُن کے سامنے اُن کی بہن کی پٹائی ہو رہی تھی، بھلا پھر وہ کیوں نہ یقین کرتے۔ وہ سارے کے سارے للکارتے ہوئے آگے بڑھے اور کسان پر ٹوٹ پڑے: آج دیکھتے ہیں تم ہماری بہن کو کس طرح مارتے ہو!"

ان کا آگے بڑھنا تھا کہ دوسرے کھیت میں چھپے ہوئے کسان کے بھائیوں نے دیکھا: "واقعی نوکر نے ہمیں صحیح اطلاع دی تھی۔"

انھوں نے جواب میں کسان کے سالوں کو للکارا: آج دیکھتے ہیں تم ہمارے بھائی کو کس طرح مارتے ہو۔"

اور اس کے بعد وہ سب ایک دوسرے پر پل پڑے۔ وہ سر پھٹول ہوئی، وہ لاٹھیاں چلیں کہ سب خون میں نہا گئے۔ ارد گرد کے کھیتوں میں کام کرنے والے دوسرے لوگ بھاگ کر آئے اور انھوں نے بیچ بچاؤ کرا کے انھیں ایک دوسرے سے الگ کیا۔ پھر جب ان سب کا غصہ قدرے کم ہوا تو ان سے لوگوں نے پوچھا: "تم لوگ اس طرح کیوں لڑ رہے تھے؟"

اس پر سب نے اپنی اپنی بات بتائی کہ یوں نوکر ہمارے پاس آیا تھا اور اس نے یہ بتایا تھا۔ اس طرح جب سب اپنی اپنی بات بتا چکے تو پتا چلا کہ یہ سب کچھ چغل خور کا کیا دھرا ہے۔

وہ سارے کے سارے مل کر چغل خور کی تلاش میں چلے لیکن اس وقت تک چغل خور وہ گاؤں چھوڑ کر کہیں اور جا چکا تھا۔

کہتے ہیں وہ دن اور آج کا دن، چغل خور کا کہیں پتا نہ چل سکا۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی کوئی چغل خور یہ نہیں مانتا کہ وہ چغل خور ہے۔ دراصل اسے اس بات کا ڈر ہے کہ اگر اس نے یہ بات تسلیم کر لی کہ وہ چغل خور ہے تو کسان، اس کے سالے اور اس کے بھائی اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے، اسی لیے ہر چغل خور چغل خور کہنے پر ناراض ہو جاتا ہے۔

(پنجابی لوک داستانیں)

مشق

سننا

ا۔ موبائل فون، ریڈیو اور ٹیلی ویژن جیسے ذرائع سے کہانی، واقعہ، تقریر، اعلان، خبر، خطبہ، گفت گو، ڈراما، ہدایت اور لیکچر وغیرہ سن کر عمدہ سامع ہونے کا مظاہرہ کریں۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ ایک عمدہ سامع اپنی بھرپور اور مکمل توجہ زیرِ سماعت مواد پر مرکوز رکھتا ہے۔ الفاظ، جملوں کے اتار چڑھاؤ، ان کے معانی، تلفظ، ادائی اور باہم ربط پر بھی غور کرتا رہتا ہے۔ جتنی گہری توجہ سے کوئی سامع کسی کہانی، ڈرامے، واقعے، خطبے، گفت گو، ہدایت، لیکچر وغیرہ کی سماعت کرے گا اسی قدر اس کے ذہن میں زیادہ معلومات محفوظ ہوں گی اور وہ اپنی مدلل رائے کا اظہار کر سکے گا۔

جماعت کے تمام طلبہ پانچ پانچ کے گروہ بنا کر سمعی ذرائع / آڈیو ریکارڈر / ریڈیو سے "تلقین شاہ" یا "زاویہ" کے پروگرام سنیں۔ طلبہ کا جو گروہ بہترین انداز میں اپنی مدلل رائے کا اظہار کرے اس کے لیے سب بچے تالیاں بجائیں تا کہ اس کی حوصلہ افزائی ہو۔

بولنا

۲۔ کہانی "چغل خور" کے درج ذیل حصے کی اس طرح بلند خوانی کیجیے کہ جذبے اور تاثر کے حوالے سے شدت اور لہجے کے زیر و بم کا لحاظ رکھ کر ڈرامائی کیفیات ادا ہو جائیں۔

دوسرے روز دوپہر کو جب کسان کی بیوی کھانا لے کر کھیتوں میں آئی تو کسان نے کنکھیوں سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ بڑی احتیاط سے اس کی ہر حرکت کا جائزہ لے رہا تھا کیوں کہ اِس کے دل میں تھا کہ کہیں پاگل ہونے کی وجہ سے وہ اسے کاٹ نہ کھائے، اِس لیے وہ اُس کے قریب ہونے سے ڈرتا تھا۔ دوسری طرف کسان کی بیوی کی یہ کوشش تھی کہ کسان کسی طرح اُس کے قریب ہو اور وہ اُس کو کاٹ کر یا اُسے زبان لگا کر دیکھ سکے کہ نمکین ہے یا نہیں؟ جوں ہی وہ چھاچھ کا مٹکا اور روٹیوں کی چنگیری زمین پر رکھ کر بیٹھی، کسان جلدی سے پیچھے ہٹ گیا۔ یہ دیکھ کر اُس کی بیوی بھی روٹیوں کی چنگیری آگے بڑھانے کے بہانے سے قدرے آگے سرک آئی اور پھر جوں ہی کسان نے روٹی پکڑنے کو ہاتھ آگے بڑھایا، اِس نے جھپٹ کر اُس کی کلائی پکڑی اور اُسے چاٹنے کے لیے آگے بڑھی۔ کسان اُچھل کر دُور ہٹ گیا۔ اب تو اُسے پکا یقین ہو گیا تھا کہ واقعی اس کی بیوی پاگل ہو گئی ہے اور کاٹ کھانے کو دوڑتی ہے۔

پڑھنا

۳۔ درج ذیل اقتباسات نثری اصناف ادب (کہانی: بہادر خان کی سرگذشت اور ناول: آنگن) سے لیے گئے ہیں۔ انھیں پڑھ کر ان کے طرزِ تحریر پہ غور کریں اور جانیں کہ کہانی اور ناول کے اندازِ بیان اور طرزِ تحریر میں کیا فرق پیشِ نظر رکھا جاتا ہے؟

(عبارت ا)

بہادر خان ایک کھاتا پیتا کسان تھا۔ بارش نہ ہونے کی صورت میں بھی وہ کاریز کے پانی کی مدد سے اپنے کھیتں میں اتنی پیداوار کر لیتا تھا کہ نہ صرف اپنے لیے سال بھر کے غلے کا خرچ پورا کر لیتا بلکہ اپنے ہمسایوں اور غریب غربا کی مدد بھی کرتا۔ جب کاریزوں میں پانی تھوڑا ہوتا تو بھی اس کو کسی دوسرے زمین دار کی مزارعت نہ کرنا پڑتی تھی۔ اس کی اس معاشی آزادی کی وجہ سے اس میں کافی خودداری تھی اور اس کی بانٹ چونٹ کر کھانے کی عادت نے ارد گرد میں اسے کافی نیک نامی دے رکھی تھی۔ لہٰذا اس کی شادی نہایت آسانی اور دھوم دھام سے ہوئی۔ شادی سے پہلے وہ اپنے کھیتں اور فصلوں کی پرورش میں بے حد پیش بینی اور محنت کرتا تھا۔ گندم کے خوشوں کے لیے وہ ایک حریص باپ سے کم نہ تھا، اس کے لیے دعا مانگتا تھا اور اسے جانتا تھا، اور جب سبز خوشے اناج سے بھر کر سنہری ہو جاتے تھے اور اپنے سر جھکا لیتے تھے تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہتی تھی۔ وہ اکثر کہا کرتا تھا اناج سے بھرے ان خوشوں کو اپنے وجود کا احساس ہے یہ اپنے مالک کو جانتے اور پہچانتے ہیں ان میں زندگی کی مسرتیں اور قہقہے ملفوف ہیں اور جوان سے پیار کرتا ہے یہ اس کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں اور ایک ایک کی جگہ دو دو پھوٹتے ہیں۔

(عبارت ۲)

کون جا رہا ہے پاکستان؟'' بڑے چچا نے صحن میں قدم رکھتے ہی بوکھلا کر پوچھا۔ انھوں نے اماں کی باتیں سن لی تھیں۔

میں اور عالیہ جائیں گے، اور کسے جانا ہے؟ اماں نے تراخ سے جواب دیا۔

کوئی نہیں جا سکتا، میری اجازت کے بغیر کوئی قدم نہیں نکال سکتا، کس لیے جاؤ گے پاکستان؟ یہ ہمارا ملک ہے، ہم نے قربانیاں دی ہیں اور اب ہم اسے چھوڑ کر چلے جائیں؟ اب تو ہمارے عیش کرنے کا وقت آ رہا ہے'' بڑے چچا سخت جوش میں تھے۔

ماشاء اللہ آپ بڑے حق دار بن گئے، نہ کھلانے کے نہ پلانے کے، کون سا دُکھ تھا جو یہاں آ کر نہیں جھیلا، میرے شوہر کو بھی آپ ہی نے چھین لیا، آپ ہی نے اُنھیں مار ڈالا۔ میری لڑکی کو یتیم کر دیا اور اب حق جتا رہے ہیں۔'' مارے غصے کے اماں کی آواز کانپ رہی تھی۔

کریمن بوا!! میرا کھانا بیٹھک میں بھجوا دو۔'' بڑے چچا سر جھکا کر بیٹھک میں چلے گئے۔

کیا آپ چلنے سے پہلے بڑے چچا کو یہی بدلہ دینا چاہتی ہیں؟ بڑے چچا نے کسی کو تباہ نہیں کیا، بڑے چچا نے کسی کو دعوت نہیں دی تھی کہ آؤ اور میرا ساتھ دو۔ آپ آج اچھی طرح سن لیں کہ مجھے بڑے چچا سے اتنی ہی محبت ہے جتنی ابا سے تھی۔'' عالیہ نے کھانا چھوڑ دیا اور ہاتھ دھو کر بیٹھک میں چلی گئی، اماں کیا کہتی رہ گئیں اس نے ذرا بھی نہ سنا۔

کیا تم سچ مچ جا رہی ہو۔ بیٹی؟''

ہاں بڑے چچا، اماں جو تیار ہیں۔'' اِس نے جواب دیا۔

بڑے چچا میں تو اماں کا واحد سہارا ہوں، میں اُنھیں کس طرح چھوڑ دوں، وہ ضرور جائیں گی مگر آپ کو نہیں معلوم کہ یہ گھر چھوڑ کر میں کس طرح تڑپوں گی، آپ۔۔۔۔۔ تو۔۔۔۔'' وہ دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر سسکنے لگی۔

۴۔ شفیع عقیل نے پنجابی لوک کہانیوں کے علاوہ دیگر عالمی اور علاقائی زبانوں کی کہانیوں کو اُردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ اُردو زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے انھوں نے متعلقہ علاقے کی تہذیب و ثقافت، رسم و رواج وغیرہ پر بھی براہِ راست یا بالواسطہ، روشنی ڈالی ہے۔ آپ اپنے سکول کی لائبریری سے اپنے آبائی علاقے یا مادری زبان کے علاوہ کسی دوسری مقامی زبان یا علاقے کی کہانیوں کا مجموعہ جاری کرائیں۔ ان کہانیوں میں بیان کی گئی تہذیب و ثقافت اور رسم و رواج کا اپنی تہذیب و ثقافت اور رسم و رواج سے موازنہ کریں۔ جہاں وقت پیش آئے اپنے والدین یا اساتذہ کرام سے رہ نمائی بھی حاصل کریں۔

۵۔ شامل نصاب کہانی ''چغل خور'' کو غور سے پڑھ کر اس کے اجزا (پیرا گراف، کرداروں کا تعارف، ابتدا، مناظر کا بیان، اختتام) کو شناخت کریں۔

مثال کے طور پر: چغل خور، کسان، کسان کی بیوی، کسان کے بھائیوں اور سالوں جیسے کرداروں کا ذکر کہانی میں کس کس مقام پر اور کس کس پیرا گراف میں آیا۔ مزید یہ کہ لوک کہانی کی ابتدا چغل خور اور اس کی چغل خوری کی عادت کے تعارف اور اختتام چغل خور کی فتنہ انگیزی پر کریں۔

طلبہ اس لوک کہانی کے ان تمام اجزا کی نشان دہی کر کے جماعت کے دیگر ساتھیوں کے سامنے پیش کریں۔

لکھنا

د۔ لوک کہانی "چغل خور" کو پڑھ کر مصنف اور قاری کے نقطۂ نظر کو سمجھتے ہوئے مرکزی خیال تحریر کریں۔

قواعد/زبان شناسی

حروف کی اقسام:

i۔ حروفِ اضافت: ایسے حروف جو ایک اسم کا تعلق دوسرے اسم سے ظاہر کریں۔ مثلاً: کا، کی کے

ii۔ حروفِ استفہام: ایسے حروف جو سوال پوچھنے کے لیے استعمال ہوں۔ مثلاً: کیا، کون، کیوں

iii۔ حروفِ بیان: ایسے حروف جو کسی وضاحت کے لیے استعمال کیے جائیں۔ استاد نے کہا کہ سب کھڑے ہو جاؤ۔ اس مثال میں "کہ" حرفِ بیان ہے۔

iv۔ حروفِ جار: وہ حروف جو کسی اسم کو فعل سے ملاتے ہیں۔ مثلاً: کتاب پر رکھ دو۔ اس مثال میں "پر" حرفِ جار ہے۔ اسی طرح کو، سے، تک، نے وغیرہ حروفِ جار ہیں۔

iv۔ حروفِ شرط: وہ حروف جو کسی شرط کے لیے استعمال ہوں۔ مثلاً: اگر محنت کرو گے تو کامیابی ملے گی۔

اگر، اگرچہ، جب، جب تک، تاوقتیکہ، جوں ہی، حروفِ شرط ہیں۔

v۔ حروفِ ندا: کسی کو پکارنے یا آواز دینے کے لیے استعمال ہونے والے حروف کو حروفِ ندا کہتے ہیں۔

مثلاً: یا، اے، اجی، او، ابے وغیرہ بھی حروفِ ندا ہیں۔

vi۔ حروفِ تاسف: یہ حروف غم یا افسوس کے اظہار کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں، افسوس، حیف، وائے، ہائے، اُف، ہے ہے حروفِ تاسف ہیں۔

ے۔ درج ذیل حروف کو شناخت کر کے اپنی تحریر و تقریر میں استعمال کریں۔

ارے، اجی، نے، سے، تاوقتیکہ، جوں ہی، کہ، ہائے، ہے ہے، پر، کو

سرگرمیاں

آپ نے اپنے گھر والوں یا دوستوں کے ساتھ ایک سیاحتی مقام کی سیر کرتے ہوئے خوب مزے اُڑائے ہیں۔ زندگی کے اس یادگار دن کی تمام مصروفیات اور سرگرمیوں کو کہانی کی صورت میں تحریر کریں۔ لکھتے وقت پیراگراف، کرداروں کا تعارف، ابتدا، مناظر اور اختتام جیسے اجزا کا خیال رکھیں۔